بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ، أَمَّا بَعْدُ:

111: اہل سنت والجماعت کا منہج بھلائی کا حکم دینے اور بُرائی سے روکنے میں اور ان کے علاوہ دیگر اچھی خصلتوں کا بیان۔

العقیدۃ الواسطیۃ لشیخ الاسلام الامام ابو العباس احمد ابن تیمیہ رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ، آج کی نشست میں ایک نئے باب سے درس کا آغاز کرتے ہیں۔

شرح میں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے چھوٹا سا باب باندھا ہے، فرماتے ہیں: "فصل في منهج أهل السنة والجماعة في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر وغيرها من الخصال" (اہل سنت والجماعت کا منہج أمر بالمعروف والنہی عن المنکر میں اور ان کے علاوہ دیگر اچھی خصلتوں کا بیان)۔

بعض علماء اسے متفرقات میں بھی بیان کرتے ہیں۔

چند اصول بیان ہو چکے ہیں اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے اب آخر میں شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے ان اصولوں کو ایک ساتھ جمع کر دیا ہے اس میں زیادہ تفصیل نہیں بیان کی انہوں نے کیونکہ یہ کتاب پہلے سے ہی تھوڑی سی لمبی ہو گئی تھی تو آخر میں انہوں نے یہ چند اہم خصال جمع کیے ہیں اور علماء نے ان خصال کو اور ان چیزوں کو جیسے آگے بیان ہو گا اور بعض کا ذکر فقہ کی کتابوں میں ہوتا ہے جیسا کہ موزوں پر مسح اس کا تعلق عقیدے کے مسائل سے براہ راست نہیں ہے لیکن کیونکہ مخالفین جو ہیں اہل بدعت نے سختی سے اس موضوع کے تعلق سے مخالفت کی تو اہل سنت والجماعت نے یہ بیان کرتے ہوئے کہ اہل بدعت کی بدعت کا ہمیشہ ردّ ہوتا ہے اور دلائل کی روشنی میں اُن کی بدعت کی نشاندہی کی جاتی ہے اور باطل ثابت کیا جاتا ہے اس لیے ایسے مسائل کو جو اہل بدعت کے لیے ایک خاص علامت بن جائیں ان کو عقیدے کے ان اصولوں میں شامل کر دیا ہے۔

اِن میں سے سب سے پہلی بات آج کی نشست میں ہم دیکھتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کا موقف جو ہے ایک اہم موضوع کے تعلق سے جس میں کئی لوگ غلطی کا شکار ہیں اور یہ موضوع ہے: "الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر" (بھلائی کا حکم دینا اور بُرائی سے روکنا)۔

اب جتنے بھی دعوت کے میدان میں جماعتیں یا فرقے موجود ہیں سب یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ حق پر ہیں اور وہ اس عظیم عبادت کا حق ادا کر رہے ہیں: ''الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر'': طور طریقے سب کے اپنے اپنے ہیں اور ان طور طریقوں کو وہ کہتے ہیں کہ یہ چیزیں جو ہیں یہ صرف ترتیب کے لیے ہم نے مرتب کی ہیں جبکہ دلیل سے یہ طریقہ ثابت نہیں ہے لیکن یہ ترتیب کے لیے ہم نے مرتب کی ہیں؛ اور پھر اس شبہے کا شکار ہوتے ہوتے بہت ساری بدعتیں انہوں نے اس عظیم عبادت میں شامل کر دی ہیں۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس موضوع کے تعلق سے کیا فرماتے ہیں، اور شرح میں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے بڑی پیاری شروط بیان کی ہیں، اگر کوئی شخص یہ عظیم عمل یہ عظیم عبادت کرنا چاہتا ہے اگر وہ کسی کو بھلائی کا حکم دینا چاہتا ہے اور بُرائی سے روکنا چاہتا ہے تو چھ (6) شرطیں بیان کی ہیں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے تو آیئے دیکھتے ہیں۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مصنف رحمہ اللہ کا یہ قول (یعنی شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا یہ قول) جو ہے: ''ثم هم مع هذه الأصول يأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر'' (پھر اہل سنت والجماعت جو ہیں ان اصولوں کے ساتھ ساتھ بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور بُرائی سے روکتے ہیں)۔

''هم'': سے مراد شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت ہیں، یہ ضمیر جو ہے لوٹتا ہے اہل سنت والجماعت کی طرف۔

''مع هذه الأصول'': یعنی جو اصول گزر چکے ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے جن میں آخر میں جو چند اصول بیان کیے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار کی اتباع کرنا، اور خلفائے راشدین کی پیروی کرنا، اور اللہ تعالیٰ کے پاک کلام اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان پر کسی اور کے کلام کو آگے نہ کرنا، اور ان کے علاوہ بھی اور چیزیں بیان ہوئی ہیں، اور اجماع مسلمین کی اتباع کرنا (پچھلے درس میں اسی پر ہم رُکے تھے)، تو ان اصولوں کے ساتھ ساتھ: ''يأمرون بالمعروف، وينهون عن المنكر'': معروف کسے کہتے ہیں منکر کسے کہتے ہیں ایک ایک جملے میں یاد کر لیں آپ:

''و "المعروف": كل ما أمر به الشرع؛ فهم يأمرون به'' (معروف ہر وہ چیز ہے جس کا شریعت نے حکم دیا ہے تو شریعت یعنی ہمیشہ بھلائی کا حکم دیتی ہے)

''فهم يأمرون به'' (پس اہل سنت والجماعت جو ہیں ہر اس چیز کا حکم دیتے ہیں جس کا شریعت نے حکم دیا ہے)۔

''و "المنكر"'' (اور منکر کا معنی یا منکر سے مراد یہ ہے)

"کل ما نهی عنه الشرع"(ہر وہ چیز جس سے شریعت نے منع کیا ہو اسے منکر کہتے ہیں)"فهم ينهون عنه"(پس اہل سنت والجماعت جو ہیں وہ اس سے منع کرتے ہیں)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): کیونکہ یہی ہے وہ حکم جو اللہ تعالیٰ کا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ آل عمران آیت نمبر 104 میں: ﴿وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ﴾: اور تم میں سے ایک ایسی امت ہونی چاہیے (حکم ہے یہ) جو کیا کرتے ہیں؟

﴿يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ﴾: جو خیر کی طرف دعوت دیتے ہیں خیر کی طرف بلاتے ہیں۔

﴿وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ﴾: اور بھلائی کا حکم دیتے ہیں معروف کا حکم دیتے ہیں۔

﴿وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ﴾: اور بُرائی سے منع کرتے ہیں منکر سے روکتے ہیں۔

اور پھر ایک حدیث بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے: "لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ، وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ"(تم لازم بھلائی کی طرف بلاؤ یا بھلائی کا حکم دو اور بُرائی سے روکو)"وَلَتَأْخُذُنَّ عَلَى يَدِ الظَّالِمِ"(اور ظالم کے ہاتھ کو پکڑو (یعنی ظالم کو ظلم سے روکو))"وَلَتَأْطُرُنَّهُ عَلَى الْحَقِّ أَطْرًا"(اور اسے حق پر زبردستی آمادہ کرو)۔

یہ روایت جو ہے ابو داود اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے، ترمذی میں بھی یہ روایت موجود ہے لیکن سند کے اعتبار سے روایت ضعیف ہے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: اہل سنت والجماعت جو ہیں حکم دیتے ہیں بھلائی کا اور بُرائی سے روکتے ہیں اور اس معاملے میں کبھی تاخیر نہیں کرتے۔

پھر شیخ صاحب بیان فرماتے ہیں کہ بھلائی کا حکم دینا اور بُرائی سے روکنے کی شرطیں ہیں اور یہ شرطیں شریعت کے مطابق موجود ہیں اور ان شرطوں کو بیان فرماتے ہوئے کہتے ہیں: "الشرط الأول"(پہلی شرط): اب کوئی بھی شخص اگر کسی کو بھی بھلائی کا حکم دینا چاہتا ہے اور بُرائی سے روکنا چاہتا ہے تو ان چھ شرطوں پر عمل کرتے ہوئے کر سکتا ہے:

1-پہلی شرط: "أن يكون عالمًا بحكم الشرع فيما يأمر به أو ينهى عنه"(جس چیز کا حکم دینا چاہتا ہے اور جس چیز سے وہ منع کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ شریعت کے حکم کو اچھی طرح جان لے اگر شرعی حکم نہیں جانتا تو پھر وہ بغیر علم کے بغیر دلیل کے کسی کو بھلائی کا حکم نہ دے اور بُرائی سے نہ روکے)۔

پھر وجہ شیخ صاحب بیان کرتے ہیں بڑی پیاری وجہ بیان کرتے ہیں، فرماتے ہیں: یعنی وہ صرف اسی چیز کا حکم دیتے ہیں جس کا شریعت نے حکم دیا ہے اور صرف اسی چیز سے روکتے ہیں جس سے شریعت نے روکا ہے اور اعتماد نہیں کرتے اس معاملے میں نہ ہی ذوق کا نہ ہی عادت کا (بھئی اخلاقاً یا عادت کے اعتبار سے کسی کو بھلائی کا حکم دیتا ہے اور بُرائی سے روکتا ہے)

اس کی شرط کی دلیل جو ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں: ''لقوله تعالیٰ لرسوله صلی الله علیه وسلم'' (اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے) ﴿فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ﴾

إلي آخر الآية (المائدة:48)۔

﴿فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ﴾: پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے بیچ فیصلہ کریں۔

﴿بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ﴾: کس بنیاد پر فیصلہ کریں؟ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔

﴿وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ﴾: اور اُن کی خواہشات نفس اور اُن کی اہواء کی پیروی نہ کریں۔

﴿عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ﴾: جو حق آپ کو پہنچا ہے۔

یعنی حق کو چھوڑ کر کسی کو خوش کرنے کے لیے یا کسی کی خواہش کے مطابق کوئی فیصلہ نہ کرنا، فیصلہ کرنا ہے صرف اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلے کے مطابق یہ حکم ہے۔

اور دوسری دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْــُٔوْلًا ۝۳۶﴾ (اور مت پیچھے لگو اُس چیز کے جس کا تمہیں علم نہیں ہے بے شک سمع، بصر اور فؤاد اِن تمام سے سوال کیا جائے گا) (الاسراء:36)۔

﴿كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْــُٔوْلًا﴾: جو ہم کہتے ہیں جو ہم سنتے ہیں جو سوچتے ہیں جو سمجھتے ہیں جو بولتے ہیں اِن سب کا ہم نے حساب دینا ہے اور ان تمام چیزوں کے بارے میں سوال ہوگا۔

اور تیسری دلیل سورۃ النحل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ۝۱۱۶﴾ (اور مت کہو جو تمہاری زبانیں وصف کرتی ہیں جھوٹ بولتے ہوئے کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے تاکہ تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھو بے شک جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کبھی فلاح نہیں پاتے) (النحل:116)۔

تو اپنی طرف سے اپنی مرضی سے شریعت کے معاملات میں دخل اندازی نہیں کرنی چاہیے ایک شرعی مسئلہ ہے اسے شریعت کے مطابق دلیل کی روشنی میں بیان کرنا ہے، بُرائی ہے تو شرعاً بُرائی ہونی چاہیے ثابت تب آپ کسی کو بُرائی سے روک سکتے ہیں کوئی چیز شرعاً حرام نہیں ہے آپ ایک حلال کردہ چیز کو حرام نہیں کر سکتے۔

اب چند مثالیں نوٹ کریں شیخ صاحب فرماتے ہیں:

(۱) اگر کوئی شخص کسی شخص کو دیکھتا ہے کوئی چیز کرتے ہوئے تو اصل میں جو وہ کر رہا ہے وہ حلال ہے اُس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اسے روکے جب تک وہ یہ نہ جان لے کہ جو وہ کام کر رہا ہے اس سے شریعت نے منع کیا ہے۔

(۲) اور اسی طریقے سے اگر کوئی شخص کسی شخص کو دیکھتا ہے کوئی عمل نہ کرتے ہوئے اور دیکھنے والا یہ سمجھتا ہے کہ یہ عبادت ہے تو اُس شخص کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اُس شخص کو اُس چیز کا حکم دے یا اُس عبادت کا حکم دے جب تک یہ اچھی طرح نہ جان لے کہ اس کا شریعت نے حکم دیا ہے۔

اب چھوٹی سی مثال سمجھ لیں آپ؛ آپ دیکھتے ہیں کہ ایک شخص سگریٹ پی رہا ہے آپ اسے سگریٹ پینے سے روکتے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ یہ بُری چیز ہے اسے مت پیو آپ کی صحت کے لیے مضر ہے کیونکہ میڈیکل سائنس نے اس کے ثبوت دیئے ہیں اسے آپ مت پیو، تو وہ چھوڑ دیتا ہے آپ کی نصیحت قبول کرتے ہوئے۔

دوسرا شخص آکر کہتا ہے کہ یہ شرعاً حرام ہے آپ سگریٹ مت پیجئے کیونکہ یہ حرام ہے، تو آپ کی بات وہ ماننے سے انکار کرتا ہے کہتا ہے کہ کس نے کہا ہے حرام ہے ؟! آپ کہتے ہیں کہ اس کا ثبوت موجود ہے اس کی دلیل ہے؛ آپ دلیل بیان کرتے ہیں دلیل کی روشنی میں وہ مان جاتا ہے تو آپ نے اپنا کام کر دیا ہے۔

سورۃ الاعراف میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعلق سے: "کہ اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام جو ہیں طیبات کو حلال قرار دیتے ہیں اور خبائث کو حرام (الاعراف:157)": اور سگریٹ جو ہے یہ خبائث میں سے ہے کیونکہ سگریٹ کی ڈبی پر ایک کاشن (Caution) لکھا ہوا ہے اور اس پر لکھا ہے کہ سگریٹ نوشی سے دل کی بیماریاں اور کینسر کی بیماری لگ سکتی ہے، اور کینسر کی بیماری کو "خبیث مرض" عربی میں کہتے ہیں عام لفظوں میں۔

تو سگریٹ نوشی خبائث میں سے ہے اور خبائث محرمات میں سے ہیں اور پھر اور بھی دلائل ہیں یہ تو واضح براہ راست دلیل ہے اور بھی دلائل ہیں کہ اپنے نفس کو ہلاکت میں ڈالو پھر اس میں اسراف بھی ہوتا ہے اور بہت سارے دلائل ہیں۔ الغرض؛ آپ نے اس شخص کو روکا ہے دلیل کی بنیاد پر علم کی روشنی میں آپ نے روکا ہے تو آپ روک سکتے ہیں اس کی دلیل ہے۔

اب ایک شخص ہے (جیسا کہ یہ کافی عرصہ پہلے بھی بات ہوئی تھی) پیپسی پی رہا ہے اور آپ نے کہا ہے کہ مت پیجئے یہ حرام ہے کیا پیپسی پینا حرام ہے؟ پیتے ہیں کہ نہیں پیتے حرام ہے کہ نہیں؟ اگر کوئی شخص آپ کے پاس آکر کہتا ہے کہ پیپسی مت پیجئے یہ حرام ہے آپ کیا کہیں گے؟ دلیل چاہیے۔ وہ کہتا ہے کہ اس میں پیپسن (Pepsin) ہے اور پیپسن (Pepsin) سور کے معدے سے نکلتا ہے اس لیے حرام ہے یہ کہتے ہیں نا؟ ہم کہتے ہیں کہ اس کا ثبوت آپ دیں کہ یہ وہی پیپسن (Pepsin) ہے جو سور کے معدے سے نکلتا ہے؟

ہمارے نزدیک یہ اس لیے حلال ہے کہ جس ملک میں ہم رہتے ہیں اب دیکھیں سعودی عرب میں دیکھیں یا ویسے بھی عام مسلمان ممالک میں بھی یہ چیزیں جو ہیں لیبارٹری (Laboratory) میں ٹیسٹ ہوتی ہیں ٹیسٹ ہونے کے بعد پھر جا کر پرمیشن (Permission) ملتی ہے اس پراڈکٹ کو پھر جا کر یہ کھانے پینے کی اشیاء جو ہیں بیچنے کے لیے اُن کی اجازت ملتی ہے۔

اور ہمارے ایک دوست ہیں جو اچھی پوسٹ پر تھے پیپسی کمپنی میں ایچ آر (HR) میں تھے تو ان سے میں نے پوچھا کئی سال پہلے کہ یہ کیا معاملہ ہے بھئی وہ کہتا ہے یہ ڈبہ بند ہوتا ہے پیک (Pack) کوئی کھول نہیں سکتا یہاں پر جو ہیں لیب والے بھی نہیں کھول سکتے کیونکہ وہ بند ہی آتا تو بس وہ اس کو مکس کر کے ڈال ہی دیتے ہیں باقی چیزیں پانی وغیرہ اِدھر ہی وہ اس میں کرتے ہیں جو باقی چیزیں ہیں لیکن جو پیپسن (Pepsin) آتا ہے وہ بند ہوتا ہے اس کو کھولنے کی اجازت نہیں ہوتی ہے؛ کہتے ہیں "یہ جھوٹ ہے کس نے کہا ہے؟! یہاں پر ہر چیز کھولتے ہیں چیک کرتے ہیں لیبارٹری میں اور پھر پرمیشن (Permission) ملتی ہے پھر جا کر مارکیٹ میں وہ چیز اویل ایبل (Available) ہوتی ہے، یہ محض ایک جھوٹ ہے پراپیگنڈا (Propaganda) ہے آپ یہ باتیں مت سنیے"۔

الغرض پھر واپس آتے ہیں؛ اب جو کہتا ہے کہ پیپسی حرام ہے اب اس کے پاس ثبوت ہونا چاہیے کہ کیوں حرام ہے، شبہے کی بات نہیں ہوتی جیسا کہ کسی حلال چیز کو حرام کرنا جرم ہے اسی طریقے سے حرام کو حلال کرنا بھی جرم ہے نا؟! تو یہ شرعاً جائز نہیں ہے۔

دوسری مثال؛ اب کچھ دنوں پہلے دیکھیں آپ ایک عام بدعت جو ہے یا معروف بدعت جو ہر سال ربیع الاوّل کے مہینے میں عام ہوتی ہے کئی مسلمان ملکوں میں اور یہ جشن منایا جاتا ہے "جشن میلاد النبی" کیوں مناتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرنے کے لیے۔

عبادت سمجھ کر مناتے ہیں یا عادت سمجھ کر مناتے ہیں؟ عبادت سمجھ کر مناتے ہیں۔

اور عبادت کے لیے دلیل ہونی چاہیے کہ نہیں؟ دلیل ہونی چاہیے۔

اور بغیر دلیل کے کوئی بھی عبادت کرنا کیا کہتے ہیں اسے؟ بدعت۔

اب ایک شخص ہے وہ اُس میں شریک نہیں ہوتا کہتا ہے کہ بدعت ہے اس کی دلیل نہیں ہے میں اس جشن میلاد النبی میں شرکت نہیں کرتا؛ تو ایک شخص آکر اسے کہتا ہے "تم گناہگار ہو (نعوذ باللہ) تم گستاخ رسول ہو تم اس جشن میں حصہ نہیں لے رہے ہو شرکت نہیں کر رہے ہو" اس کا یہ حکم دینا کہ یہ بھلائی کا کام ہے معروف ہے اس میں شامل ہو درست عمل ہے اس کا؟ دلیل چاہیے۔ تو اس نے کس بنیاد پر اس شخص کو کہا ہے کہ تم شرکت کرو؟ جہالت کی بنیاد پر۔

اور شرط کیا ہے (سب سے پہلی شرط کی ہم بات کر رہے ہیں)؟ دلیل ہونی چاہیے علم کی روشنی میں، علم ہے تو آپ بھلائی کی طرف بلائیں اور بُرائی سے روکیں، علم نہیں ہے تو خاموش رہیں آپ کے لیے بہتر ہے آپ کی صحت کے لیے بہتر ہے آپ کی آخرت کے لیے بھی بہتر ہے۔

پہلی شرط واضح ہے؟

2-دوسری شرط شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "أن يعلم بحال المأمور: هل هو ممن يوجه إليه الأمر أو النهي أم لا؟" (جسے حکم دیا جا رہا ہے اس کے حال سے اچھی طرح واقف ہونا چاہیے کہ کیا وہ ایسا شخص ہے اس کی ایسی حالت ہے کہ اسے حکم دیا جا سکتا ہے اور اسے بُرائی سے منع کا جا سکتا ہے کہ نہیں؟)۔

یعنی مکلف ہے کہ نہیں؟ شریعت کے پابند کون ہیں مکلف ہوتے ہیں نا؟

اگر چھوٹا بچہ ہے غیر مکلف ہے آپ اسے کوئی حکم دیتے ہیں یا کسی بُرائی سے روکتے ہیں اگر وہ کرتا ہے آپ اسے پیار سے سمجھا سکتے ہیں، شرعاً جو بڑے کے لیے جیسے حکم ہوتا ہے حرام اور حلال کا وہ بچوں کے لیے نہیں ہوتا وہ پاگلوں کے لیے نہیں ہوتا غیر مکلف کے لیے نہیں ہوتا۔

اب ایک پاگل ہے نماز کا وقت ہو گیا جوان ہے بیٹھا ہے آپ نے نماز کی طرف اسے بلایا ہے تو آپ کی طرف دیکھ کر ہنستے ہوئے اپنا منہ پھیر لیا ہے، آگے آکر پھر کہتے ہیں چلو نماز پڑھو، کہتا ہے میں نہیں پڑھتا ہوں کیا آپ کے لیے جائز ہے کہ اسے بُرا بھلا کہیں یا اگر سختی اس سے کریں جائز ہے؟ نہیں جائز کیونکہ مکلف ہی نہیں ہے۔

تو جسے حکم دیا جا رہا ہے یا جسے بُرائی سے روکا جا رہا ہے اس کی حالت سے آپ کو اچھی طرح واقف ہونا چاہیے کہ کیا وہ اس قابل ہے کہ نہیں کہ اسے حکم دیا جائے یا بُرائی سے روکا جائے۔

3- تیسری شرط اس سے ملتی جلتی شرط ہے یہ اس کی اگلی کنٹینویشن (Continuation) سمجھ لیں شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): ''أن يكون عالماً بحال المأمور حال تكليفه هل قام بالفعل أم لا؟''(یہ بھی اچھی طرح جان لینا چاہیے اس شخص کو جو کسی کو بھلائی کا حکم دے رہا ہے اور بُرائی سے روک رہا ہے کہ جسے وہ حکم دے رہا ہے تکلیف کے وقت کیا اس نے وہ فعل کیا ہے کہ نہیں کیا ہے؟)۔

مثال: اگر کوئی شخص یہ دیکھتا ہے کہ مسجد میں یہ شخص داخل ہوا نماز پڑھنے کے لیے اور دیکھے کہ ایک شخص بیٹھا ہے نماز نہیں پڑھ رہا اور اس کو شک پڑ گیا کہ اس نے نماز پڑھی ہے یا نہیں ''فلا ينكر عليه'' شیخ صاحب فرماتے ہیں، ''ولا يأمره بها، حتَّى يستفصل''(اس نے دو رکعت پڑھی ہے کہ نہیں پڑھی وہ اسے حکم نہیں دے اور نہ ہی اسے اس پر انکار کرے کہ تم نے ایسا کیوں نہیں کیا جب تک کہ اس سے پوچھ نہ لے)۔

اور اس کی دلیل میں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ جمعے کا خطبہ دے رہے تھے تو ایک شخص داخل ہوا اور بیٹھ گیا یعنی دو رکعت جو سنت ہے وہ پڑھی نہیں (تحیۃ المسجد کی سنت کی بات ہو رہی ہے) تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص سے دریافت فرمایا: ''أَصَلَّيْتَ؟''(کیا تم نے نماز پڑھی ہے؟)، ''قال: لَا''(تو اس شخص نے کہا کہ نہیں میں نے دو رکعت نماز نہیں پڑھی)، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: ''قُم فصَلِّ رَكعتَيْنِ وتَجوَّزْ فيهِما''(اٹھو دو رکعت پڑھو اور اس میں تخفیف کر لو)۔

(متفق علیہ حدیث ہے صحیح بخاری، مسلم میں)۔

تو اس سے کیا ثابت ہوتا ہے؟ کسی کو بُرائی سے روکنے کے لیے یا بھلائی کا حکم دینے کے لیے اُس سے پوچھ لے ہو سکتا ہے جس کو آپ منکر سمجھ رہے ہیں کہ اُس نے یہ کام کیوں نہیں کیا یا کیوں کر رہا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ پہلے سے کر چکا ہو؛ پہلے جو مکلف ہے اس سے پوچھ لیں کیا آپ نے یہ عمل کیا ہے کہ نہیں کیا؟ اگر وہ کہتا ہے کہ میں نے نہیں کیا پھر آپ اسے کہیں کہ یہ سنت ہے آپ یہ عمل کر لیں سنت کے مطابق۔

پھر شیخ صاحب مثال دے کر فرماتے ہیں: اور مجھے بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ کچھ ایسے لوگ ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن مجید کو کیسٹوں میں ریکارڈ کرنا حرام ہے کیونکہ اس میں قرآن مجید کی بے حرمتی ہوتی ہے (اس کے ایمان کے مطابق) تو اس نے لوگوں کو منع کرنا شروع کر دیا کہ قرآن مجید جو ہے وہ کیسٹوں میں ریکارڈ نہ کریں یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ منکر ہے (بُرائی ہے نا اس لیے سے روکا ہے نا لوگوں کو)۔

تو شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): کہ بُرائی تو یہ ہے کہ آپ ان کو ایسی چیز سے منع کر رہے ہو جس کا تمہیں علم نہیں کہ وہ بُری ہے کہ نہیں، منکر ہے کہ نہیں تمہیں پتہ ہی نہیں ہے اور لوگوں کو تم منع کر رہے ہو اس چیز سے جس کا تمہیں علم نہیں ہے یہی تو منکر ہے نا (یعنی خود منکر پر عمل کرتے ہوئے یہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ منکر سے روک رہے ہیں؛ سبحان اللہ)۔

تو شیخ صاحب فرماتے ہیں: یہ ضروری ہے آپ یہ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کے دین میں یہ چیز منکر ہے بُری ہے تب آپ پھر منع کریں "وهذا في غير العبادات" (اور یہ معاملہ جو ہے عبادات کے علاوہ ہے)؛ عبادات کے تعلق سے اگر ہم کسی شخص کو دیکھتے ہیں کہ وہ کوئی عبادت کر رہا ہے اور اسے پتہ نہیں ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے اس عبادت کا حکم دیا ہے کہ نہیں دیا ہے ہم اس شخص کو روکیں گے کیونکہ "الأصل في العبادات المنع" (عبادات میں جو اصولی بات ہے وہ یہ ہے کہ منع کیا گیا ہے (بغیر دلیل کے کوئی بھی عبادت نہیں کرنی))۔ یعنی جیسا کہ بعض لوگ جب اقامت کرتے ہیں تو پہلے درود پڑھتے ہیں یا اذان دیتے ہیں اذان سے پہلے درود پڑھتے ہیں تو آپ کیا کریں گے منع کریں گے کہ نہیں؟ کیوں منع کریں گے؟ کیونکہ اس کی دلیل نہیں ہے۔

تو یہ شخص عمل کر رہا ہے یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ عبادت ہے، اس کی دلیل ہے اس کو علم نہیں ہے، آپ کو پتہ ہے کہ یہ عبادت (جس کو وہ عبادت سمجھ رہا ہے) عبادت نہیں ہے اس کی دلیل نہیں ہے یہ بدعت ہے تو آپ اسے سمجھاتے ہیں "کہ یہ عمل نا کیجیے کیونکہ یہ منکر ہے یہ بدعت ہے" کس بنیاد پر آپ نے منع کیا ہے؟ علم کی بنیاد پر کہ آپ جانتے ہیں۔

اس لیے وضو میں بعض لوگ کیا کرتے ہیں؟ وضو کرتے وقت گردن کا مسح کر لیتے ہیں؛ آپ نے ایک شخص کو دیکھا وضو کرتے ہوئے آپ کے قریب کہ اس نے گردن کا مسح کیا ہے پیچھے آپ اسے خبردار کریں گے کہ نہیں؟

دیکھیں آپ نے صرف ادب کے دائرے میں رہ کر نصیحت کرنی ہے پیار سے "کہ بھئی دیکھیں آپ نے گردن کا مسح کیا ہے یہ سنت سے ثابت نہیں ہے"، بس آپ کا یہ کام ہے آپ نے میسج آگے پہنچا دیا ہے اب وہ کرے نہ کرے اس کی مرضی ہے۔

اس کی تیسری مثال، بعض لوگ اور اکثر یہ غلطی ہوتی ہے کہ پانی زیادہ کھولتے ہیں فُل نَل کھول لیتے ہیں (ٹوٹی جو ہے) اور پھر وضو کرتے ہیں؛ پتہ ہے کہ جتنی بھی وضو کے تعلق سے جو فضیلتیں بیان کی ہیں احادیث میں اکثر احادیث کے جو الفاظ ہیں وہ کیا ہیں؟ إسباغ الوضوء کے لفظ ہیں (وضو کا حق ادا کرنے کے الفاظ ہیں)؛ اور وضو کا حق ادا نہیں ہوتا جب تک کہ مکمل طریقے سے سنت کے مطابق وضو نہ ہو اور اس کے لیے سب سے پہلا اسٹپ جو ہے وضو کے لیے وہ کیا ہے؟ پانی کا استعمال، اگر آپ نے پانی میں اسراف کیا ہے اور حد سے زیادہ پانی آپ نے ضائع کیا ہے تو وضو کے ساتھ جو فضیلتیں ہیں جو اُجر موجود ہے اس میں کمی لازمی ہو گی۔

توکسی نے بھی پانی زیادہ کھولا ہے آپ اس کے ساتھ کھڑے ہوکر وضو کررہے ہیں تو آپ صرف دو لفظ کہہ دیں اسے "پانی کم کریں، سنت کے مطابق وضو کرنے کے لیے پانی کم کرنا جو ہے وہ سنت ہے"۔

اور اکثر لوگ (کرکے دیکھ لیں آپ) فوراً کم کردیتے ہیں، بہت کم لوگ ہیں جو یوں آپ کی طرف دیکھیں گے پرواہ نہیں کریں گے، یا تو پتہ نہیں سُنا نہیں ہوگا اُن لوگوں نے یا بات نہیں سمجھی ہوگی حسن ظن ہے ہمارا لیکن بھلائی کے کام میں اکثر لوگ سمجھ لیتے ہیں۔

تو آپ نے کس بنیاد پر اسے روکا ہے کہ پانی مت ضائع کریں؟ روکا ہے آپ نے منکر سمجھ کر روکا ہے یا ایسے ہی بس؟! منکر سمجھ کر روکا ہے نا تو اسراف منکر ہے کہ نہیں؟ منکر میں سے ہے۔

4-چوتھی شرط شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): "أن يكون قادرًا على القيام بالأمر بالمعروف والنهي عن المنكر بلا ضرر يلحقه، فإن لحقه ضرر، لم يجب عليه": کہ بھلائی کی طرف حکم دینے اور بُرائی سے روکنے پر قادر ہو طاقت رکھتا ہو بغیر نقصان کے، اگر کوئی نقصان اسے پہنچتا ہے تو اس پر واجب نہیں ہے، اور اگر وہ صبر کرتے ہوئے یہ عمل کرلے تو اس کے لیے بہتر ہے کیونکہ تمام جو واجبات ہیں اُن کے لیے طاقت اور قدرت بھی شرط ہے (یعنی اس شرط کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں اور مشروط ہیں)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ (التغابن:16)۔

اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرۃ:286)۔

ان دونوں آیات میں طاقت شرط ہے کسی بھی واجب کو کرنے کے لیے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص کو ڈر لاحق ہوتا ہے اگر وہ کسی شخص کو بھلائی کا حکم دیتا ہے کہ کہیں وہ اسے قتل نہ کر دے تو اس پر لازم نہیں ہے کہ وہ اس شخص کو اس بھلائی کا حکم دے کیونکہ وہ اس کی طاقت رکھتا ہی نہیں ہے؛

"بل": بلکہ شیخ صاحب فرماتے ہیں یہ بھی ممکن ہے کہ اس پر یہ حکم دینا جو ہے بھلائی کا حرام ہو اس وقت جب نقصان اور قتل کی دھمکی جو ہے موجود ہو۔

اور بعض علماء نے کہا ہے: بلکہ اس پر واجب ہے کہ وہ بھلائی کا حکم دے اگرچہ اُس کی جان خطرے میں ہو اور اُسے صبر بھی کرنا چاہیے اگر اُسے نقصان بھی ہوتا ہے: "ما لم يصل إلى حد القتل" (اگر وہ قتل تک معاملہ نہیں پہنچتا)۔

اگر مار پیٹ ہوتی ہے یا اس یعنی قتل سے کم درجے تک یعنی کوئی بات ہوتی ہے تو اُس پر واجب ہے کہ اُس نے بھلائی کا حکم دینا ہے۔

لیکن جو دونوں باتوں میں سے دونوں علماء کے اقوال موجود ہیں یہ: ''لكن القول الأول أولى'': پہلا قول جو ہے وہ راجح قول ہے اور اولیٰ ہے کیونکہ یہ جو حکم دینے والا ہے اگر اسے کوئی نقصان پہنچ جاتا ہے قید خانے میں ڈالتے ہوئے یا اس طریقے سے کوئی اور بھی تکلیف پہنچائی جاتی ہے تو پھر جو دوسرے ہیں دیکھنے والے وہ بھلائی کا حکم دینے سے رُک جائیں گے اور بُرائی کو روکنے سے بھی رُک جائیں گے اس ڈر سے کہ کہیں اُن کے ساتھ بھی یہ سلوک نہ ہو۔

یعنی دوسرا قول جو ہے جس میں یہ بات ہے کہ اگر تکلیف بھی ہوتی ہے تو اسے صبر کرنا چاہیے کیونکہ یہ عبادت ہے اور اس پر واجب ہے کہ وہ لوگوں کو بھلائی کا حکم دے اور بُرائی سے روکے اگرچہ لوگ جو ہیں وہ اسے نقصان پہنچاتے ہیں؛ اگر بات قتل تک نہیں جاتی تو دوسرا قول علماء کا یہ ہے "اس پر لازم ہے کہ وہ لوگوں کو بھلائی کا حکم دے اور بُرائی سے روکے اگر کوئی اسے نقصان بھی ہوتا ہے"۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ جو قول ہے یہ قول درست نہیں ہے کیونکہ ہوتا کیا ہے؟ کہ اُس نے تو صبر کر لیا اسے ایک اُجر بھی مل گیا لیکن جو دوسرے دیکھنے والے ہیں تو وہ بُرائی سے روکیں گے کسی کو یا بھلائی کا حکم دیں گے؟ تو بہتر نہیں تھا کہ اگر وہ یہ کام نہ کرتا تو دوسرے تو یہ کام کرتے رہتے نا یہ وجہ تو نہ بنتا دوسروں کو اس خیر سے روکنے کی جبکہ شریعت میں اس کی گنجائش موجود ہے۔

لازمی نہیں ہے کہ آپ بھلائی کا حکم دیں کسی کو اور بُرائی سے روکیں اور آپ نقصان بھی اٹھاتے رہیں اُس کی ایک ایکسپشن (Exception) ابھی بتاتا ہوں میں لیکن یہ لازمی نہیں ہے کہ ہر معاملے میں ہر بھائی کا حکم دیں اگرچہ آپ کو کوئی خطرہ بھی ہو یعنی کوئی نقصان کا سامنا بھی کرنا پڑے، لازمی نہیں ہے۔

اب ایکسپشن (Exception) دیکھیں شیخ صاحب فرماتے ہیں: یہ اُس حد تک معاملہ ہے اگر یہ معاملہ جو ہے جہاد کی حد تک نہیں پہنچتا، اگر یہ جہاد کی جنس میں سے ہے جیسا کہ اگر کسی نے کسی کو سنت کو حکم دیا اور بدعت سے منع کیا ہے اگر وہ خاموشی اختیار کرے تو اہل بدعت جو ہیں اہل سنت پر غالب آجائیں تو ایسی صورت میں اس شخص کو چاہیے کہ سنت کو ظاہر کرنا لازمی ہے اس کے لیے اور واجب ہے کہ وہ سنت کو ظاہر کرے اور بدعت کو تفصیل سے بیان کرے کیونکہ یہ جہاد فی سبیل اللہ میں سے ہے اور صرف اپنے اوپر خوف کے ڈر کی وجہ سے اس کے پاس عذر نہیں ہے (خوف تو لاحق ہمیشہ ہوتا ہے)۔

یعنی دیکھیں جیسا کہ اکثر مسلمان ممالک میں بدعتیں جو موجود ہیں شرک میں اور دیگر عبادات میں اور قبر پرستی جو ہے قبر کا طواف کرنا اور چڑھاوے چڑھانا اور یہ نذر و نیازیں دینا اور قربانیاں کرنا یہ سب شرک میں سے ہے اور ظاہراً جو منع کرتا ہے اسے نقصان کا سامنا تو کرنا پڑتا ہے کسی نہ کسی صورت میں تو کیا رُک جائیں گے ؟

اگر سب ہم خاموشی اختیار کر لیں اور اس خطرناک بدعت کی وضاحت نہ کریں جو شرک اکبر کے زمرے میں آتی ہے تو کیا ہو گا اہل بدعت غالب ہوں گے کہ نہیں ؟! اور اہل سنت آہستہ آہستہ معاشرے میں کم ہوتے جائیں گے اور مغلوب ہوتے جائیں گے !

تو ایسی صورت میں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں : حق کی بات بیان کرنا واجب ہے، آپ ادب کے دائرے میں رہیں دلیل کی روشنی میں بات کریں اور حق بات جو ہے وہ کرنی ہے۔

نقصان کا اگر خدشہ ہو اور خدشہ رہتا ہے اگر یقینی نقصان ہو تو الگ بات ہے پھر اس میں علماء ہیں، پھر اس میں گورنمنٹ ہے اس حد تک جانا ہے وہ تو پھر اس کا الگ طریقہ ہے لیکن خدشہ ہے اب یہاں پر بات کرتا ہوں میں ہو سکتا ہے کہ ایسا معاملہ ہو اگر خدشے کا معاملہ ہے تو پھر تو بات بیان کرنی ہے اگر یقینی ہو تو آپ کے آپشن (Option) موجود ہے اپنی جان بچانے کا وہ آپشن (Option) تو ہمیشہ رہتا ہے کیونکہ قاعدہ کیا ہے ؟ بغیر طاقت کے آپ پر کوئی واجب نہیں ہوتا تو طاقت شرط ہے ہر عبادت کے لیے اور ہر واجب پر عمل کرنے کے لیے۔

سوال : لیکن اگر پھر بھی وہ قتل کرتے ہیں اور نقصان ہوتا ہے ؟

جواب : نہیں، فرق ہے کہ ایک تو آپ کو یقینی بات ہے یہاں پر نقصان پہنچے گا اور ایک آپ کو جو ہے ناشک ہے خدشہ ہے دونوں برابر نہیں ہے، اگر یقین ہے تو نہ کریں آپ مگر ایک حکمت عملی بھی ہوتی ہے۔

بعض اوقات آپ کو پتہ ہے کہ یہاں پر کوئی مسئلہ نہیں ہو گا لیکن آپ خاموشی اختیار کرتے ہیں تاکہ آپ ایک بہتر انداز سے بہتر جگہ پر بہتر مقام میں بہتر وقت پر اسے بیان کریں گے کیونکہ لازمی نہیں ہے بعض اوقات آپ ایک گیدرنگ (Gathering) میں گئے ہیں اور وہاں پر لوگ جو ہیں وہ گانے بجا رہے ہیں اور میوزکل شو ہے اب وہاں پر آپ روکنا شروع کر دیں گے مناسب وقت ہے یہ مناسب جگہ ہے وہ روکنے کی کون آپ کی بات سنے گا ؟! لیکن بعد میں جو آپ کے چند ساتھی وہاں پر کھڑے ہیں وہاں پر آپ کے کولیگس (Colleagues) ہیں وہاں پر آفس میں صبح آپ آئے ہیں وہاں پر بٹھا کر ان کو نصیحت کی ہے اور کہا کہ یہ حرام ہے جائز نہیں تھا آپ نے کیوں کیا تو کیا بہتر تھا آپ کے لیے پہلا یا دوسرا ؟ دوسرا طریقہ۔

تو اس لیے حکمت عملی بھی ہوتی ہے بعض اوقات لازمی نہیں ہے کہ آپ نے ہر موقع پر ہر وقت پر ہر جگہ پر آپ نے کوئی بھلائی کا حکم دینا ہے یا بُرائی سے روکنا ہے۔

5- پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں پانچویں شرط کہ بھلائی کا حکم دینے سے اور بُرائی سے روکنے سے اس سے بڑھ کر کوئی مفسدہ نہ ہو کوئی بُرائی نہ ہو (یعنی آپ نے بُرائی سے روکا ہے آپ کے روکنے سے بُرائی اور بڑھ گئی ہو تو ایسا نہیں ہونا چاہیے)۔

"فإن ترتب عليها ذلك؛ فإنه لا يلزمه"(اگر بُرائی کے روکنے سے بُرائی بڑھ جاتی ہے تو آپ پر لازم نہیں ہے کہ آپ بُرائی سے روکیں بلکہ آپ کے لیے جائز ہی نہیں ہے کہ آپ بھلائی کا حکم دیں یا بُرائی سے روکیں جب آپ کے اس عمل سے بُرائی بڑھ جاتی ہے)۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: اس لیے علماء نے یہ فرمایا ہے کہ انکار منکر جو ہے بُرائی سے روکنے کی چار صورتیں ہیں:

(۱) پہلی صورت یہ ہے کہ منکر کا خاتمہ ہو جائے۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ منکر کا خاتمہ نہ ہو لیکن اس میں تخفیف ہو جائے منکر اور بُرائی کم ہو جائے۔

(۳) تیسرا، آپ نے بُرائی سے روکنا ہے لیکن اس کی مثل برابر ایک اور بُرائی سامنے آگئی۔

(۴) اور چوتھا جو ہے کہ آپ نے بُرائی سے روکا ہے اور آپ کے روکنے کی وجہ سے اس سے بڑھ کر بُرائی نے جنم لیا ہے۔

پہلی اور دوسری صورت میں شیخ صاحب فرماتے ہیں: بُرائی سے روکنا واجب ہے۔

پہلی صورت کیا ہے؟ کہ برائی کا خاتمہ ہو گیا۔

دوسری صورت بُرائیوں میں کمی ہوئی ہے؛ تو ایسی صورت میں آپ نے بُرائی سے روکنا ہے کہ نہیں؟ روکنا ہے یہ واجب ہے۔

تیسری صورت جو ہے مَحَلِّ نَظَر ہے کہ بُرائی سے روکا ہے اور اس کے برابر کوئی اور بُرائی پیدا ہو گئی ہے تو مَحَلِّ نَظَر ہے کریں نہ کریں برابر ہیں دونوں۔

چوتھی صورت جو ہے جائز نہیں ہے بُرائی سے روکنا کیونکہ اصل مقصد بُرائی سے روکنا جو ہے یا تو بُرائی کا خاتمہ ہے یا اس میں کمی پیدا کرنا ہے اگر اس سے بڑھ کر بُرائی جنم لے لے تو پھر آپ نے اچھا کام کیا ہے بُرا کام کیا ہے؟ تو بُرا کام کیا ہے، آپ بُرائی سے روکنے آئے ہیں آپ کے بُرائی سے روکنے کی وجہ سے اور بڑی بُرائی نے جنم لیا ہے تو آپ کو بُرائی سے نہیں روکنا چاہیے تھا۔

اب اس کی مثال دیکھیں شیخ صاحب فرماتے ہیں: اس کی مثال اگر کوئی شخص کسی شخص کو احسان کرنے کا حکم دیتا ہے لیکن یہ جو بھلائی اور احسان کا کام ہے اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ وہ باجماعت نماز نہیں پڑھے گا اس کی باجماعت نماز چھوٹ جائے گی؛

آپ نے کہا ہے کہ یار یہ پیسے ہیں آپ نے فلاں شخص کو پہنچانے ہیں وہ محتاج ہے، لیکن اس شخص کے جانے کی وجہ سے اس کی فرض نماز چھوٹ جائے گی تو ہم اس وقت کیا کہیں گے ؟ کہ آپ یہ بھلائی کا کام نہ کریں اس وقت یہ بھلائی کا کام بعد میں ہے نماز تو پہلے پڑھے ناجو آپ پر فرض ہے۔

دیکھیں کسی کے لیے احسان بھلائی کرنا کسی کے لیے خیر خواہ ہونا اچھی بات ہے علماء کہتے ہیں: ''**جمع بين الحسنين**'': دونوں بھلائیوں کو ایک ساتھ آپ بجالائیں نماز فرض پڑھیں باجماعت پھر چلے جائیں لیکن یہ کہاں کی حکمت عملی ہے کہ آپ نے ایک مستحب عمل کرنا ہے جو آپ پر فرض نہیں ہے لیکن اس کی وجہ سے آپ پر جو فرض عمل ہے وہ چھوٹ جاتا ہے تو کیا یہ اچھا کام کیا ہے ؟! تو کیا یہ شخص جو بھلائی کا حکم دے رہا ہے اس کے لیے جائز ہے کہ ایسے بھلائی کا حکم دے ؟!

بھلائی کا حکم دیا اس نے یا ایک بُرائی پر اس شخص کو آمادہ کیا ہے ؟(سبحان اللہ)۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: اس طریقے سے بھلائی کا حکم دینا جو ہے اس کے لیے جائز نہیں تھا کیونکہ اس کے اس حکم کی وجہ سے واجب کو چھوڑنا جو ہے ایک مستحب عمل کی وجہ سے واجب چھوٹ گیا ہے۔

اور اسی طریقے سے منکر کے تعلق سے کہ اگر کوئی شخص کسی کو کسی چیز سے منع کرتا ہے لیکن جس شخص کو روکا ہے اس نے اس سے بڑھ کر بُرائی کی ہے تو ایسی صورت میں جائز نہیں ہے کہ اسے اس منکر سے روکا جائے، اور اس کی دلیل سورۃ الانعام آیت نمبر 108 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ إلي آخر الآية (مت گالی دو اُن معبودوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی عبادت کی جاتی ہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کو گالی نہ دیں ﴿عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ بغیر علم کے زیادتی کرتے ہوئے)۔

اب باطل معبودات ہیں گالی دینا جائز ہے ؟ شرک ہو رہا ہے باطل معبود ہے لات ہے عزیٰ ہے اُس زمانے میں یا دورِ حاضر میں جتنے بھی معبودات ہیں ہندوؤں کے یا کسی اور کے کیا اِن معبودوں کو گالی دینا جائز ہے ؟ نہیں ! جائز نہیں ہے۔

کیا شرک منکر نہیں ہے ؟ سب سے بڑا منکر ہے۔

تو روکنا جائز نہیں ہے ؟ روکنا بھی جائز ہے بلکہ فرض ہے لیکن کیسے روکنا ہے معبود کو گالی دینے سے رُکیں گے لوگ ؟! لوگوں کے دل جڑے ہوئے ہیں معبود بنائے ہوئے ہیں سجدے کرتے ہیں دل جڑ جاتے ہیں نا عبادت دل سے کی جاتی ہے نا اصل میں اور جس معبود کے ساتھ لوگوں کے دل جڑے ہوں آپ کی گالی سے کیا یہ منکر ختم ہو گا کم ہو گا یا زیادہ ہو گا کیا زیادہ ہو گا ؟

وہ تو عبادت کرتے تھے اللہ تعالیٰ کو گالی تو نہیں دیتے تھے براہ راست جبکہ شرک بھی ایک قسم کی گالی سمجھ لیں آپ اور بڑی گستاخی ہے اللہ تعالیٰ کی شان میں لیکن ایک گستاخی وہ کر رہے ہیں شرک کر رہے ہیں اب آپ کے بُرائی سے روکنے کی وجہ سے جسے آپ بُرائی سے روکنا سمجھ رہے ہیں نہی عن المنکر سمجھ رہے ہیں اور آپ نے اُن معبودوں کو گالی دے دی ہے تو الٹا کیا کر رہے ہیں ؟شرک بھی کر رہے ہیں پھر اللہ تعالیٰ جو حق معبود ہے (جلّ شانہ سبحانہ وتعالیٰ) اس کو گالی دینا شروع کر دیں گے تو آپ کے اس عمل سے بُرائی کم ہوئی ختم ہوئی یا زیادہ ہوئی؟ زیادہ ہوئی۔ تو ایسی صورت میں بُرائی سے روکنا حرام ہے جائز نہیں ہے۔

اور یہ قاعدہ شرعیہ ہے یاد رکھیں: "اگر کسی عمل سے بُرائی بڑھ جاتی ہے تو وہ عمل نہ کریں"؛ صرف اس حد تک نہیں کوئی بھی ہو۔

دوسری مثال دیکھیں آپ شیخ صاحب فرماتے ہیں: اگر ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص شراب خور ہے شراب پینے والا ہے اور شراب پینا منکر ہے بُرائی ہے اگر ہم اسے شراب پینے سے روک دیتے ہیں تو وہ شخص جاتا ہے اگر وہ شراب نہیں پیتا چھوڑ دیتا ہے تو وہ شخص چوری ڈکیتی کرتا ہے اور لوگوں کی عزتیں پامال کرتا ہے تو ایسی صورت میں ایسے شخص کو ہم شراب پینے سے نہیں روکیں گے کیونکہ شراب پینے کے روکنے کی وجہ سے اس کا جو مفسدہ ہے جو منکر ہے جو بُرائی ہے وہ اس سے بڑھ کر ہے۔

اب شراب وہ پیتا ہے اپنی ذات کی حد تک اس کی بُرائی ہے چوری ڈکیتی اور کسی کی عزت کو پامال کرنا یا قتل وغارت کرنا یہ اس سے بڑا منکر ہے کہ نہیں؟ بڑی بُرائی ہے کہ نہیں؟ تو بہتر نہیں ہے کہ وہ اپنے نشے میں مست رہے اور لوگ اس کے شَر سے محفوظ رہیں؟!

اور اگر ایسا شخص نہیں ہے نہ ڈکیت ہے نہ چور ہے نہ کسی کی عزت کو پامال کرتا ہے اور نہ ہی وہ کسی کو قتل کرنے والا شخص ہے تب روکیں گے کہ نہیں؟ تب روکیں گے۔

سوال: یہ پوچھنا تھا کہ یہ صرف باطل معبودوں کے لیے ہے کیونکہ بعض ایسے داعی ہیں جو بزرگوں وغیرہ سے بھی اسی طرح بد تمیزی سے بات کرتے ہیں جبکہ وہ بزرگ ہم جانتے ہیں کہ شرک وغیرہ کر رہے ہیں اس کی دعوت بھی دے رہے ہیں؟

جواب: بات یہ ہے کہ میں نے قاعدہ بتایا ہے آپ کو قاعدہ شرعیہ ہے یہ کہ اگر آپ کے بُرائی کو روکنے کی وجہ سے اس سے بڑی بُرائی وجود میں آتی ہے تو مت کرو پھر گالی دینا کہاں کی مجھے بتائیں حکمت عملی ہے اور کہاں کی دعوت اور تبلیغ کا یہ طریقہ ہے؟!

انبیاء کی دعوت کو دیکھ لیں آپ کس کو گالی دی ہے؟ ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نمرود کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں وقت کا بڑا بادشاہ ہے جابر شخص ہے مناظرہ ہوتا ہے منٹوں میں ختم ہو جاتا ہے بُرا کہا بھلا کہا کچھ اس کو کہا ہے کوئی گالی دی ہے؟!

فرعون کے سامنے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کوئی گالی ہے کہیں پر؟! دیکھ لیں کہیں پورے انبیاء کے دور میں۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام ابو جہل ہے ابو لہب ہے اور دوسرے جتنے بھی سردار ہیں قریش کے جو کفر پر مرے ہیں جو کافر رہے ہیں سب سے بڑے دشمن رہے ہیں کہیں پر ملتا ہے آپ کو کہیں پر ایک گالی دی ہو کبھی؟!

تو بزرگوں کو گالی دینے سے کیا ہوتا ہے؟ جو اہل باطل کے بزرگ ہیں آپ ان کو گالی دیتے ہیں تو وہ اس کے بدلے میں کیا کرتے ہیں؟ اہل حق علماء کو گالیاں دیتے ہیں کہ نہیں؟ تو حرام ہے کہ نہیں؟ ہمارے اوپر فرض ہے کہ ہم ان علماء کی عزت کا خیال رکھیں۔

دیکھیں بزرگ ہے اگر وہ شرک بدعات کرتا ہے ہمارے ذمے جو کام ہے اس کی نشاندہی کریں: "بزرگوں نے یہ کتاب لکھی ہے فلاں عالم نے آپ کے بزرگ نے اس میں یہ یہ غلطی ہے اور اس غلطی کی وجہ یہ ہے اور یہ اس کا ثبوت ہے"۔

آپ نے صرف معاشرے میں فساد پھیلانا ہے یا آپ نے بھلائی کا حکم دینا ہے اور لوگوں کو فساد اور بُرائی سے روکنا ہے ہے اصل مقصد کیا ہے؟ اگر تو آپ نے فساد کا جواب فساد سے دینا ہے اور وہ فساد جو اُن کے فساد سے بڑھ کر ہو تو کون سا اچھا عمل کیا ہے؟!

تو اس لیے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے یہ فتنہ ہے یہ جو اس طریقے سے جو دعوت کا طریقہ ہے محض ایک شیطان کا بہکاوا ہے اور فتنہ ہے اگر واقعی آپ اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف دعوت دینے والے ہیں اور اخلاص نیت کے ساتھ یہ عظیم عمل اور عبادت کرنے والے ہیں تو سب سے پہلے آپ کی زبان پر اس کا اثر ہونا چاہیے آپ کے اخلاق پر آپ کے کردار پر۔

قول اور فعل میں تضاد کیوں ہے؟! ہم پڑھتے کچھ ہیں کرتے کچھ ہیں یہ کون سا علم ہے بتائیں مجھے؟! میں نے کہا مجھے ایک مثال دے دیں! صحابہ نے تلواریں اٹھائی ہیں اہل بدعت کے خلاف، معتزلی موجود تھے دیگر جہمی موجود تھے سلف صالحین نے اُن کے خلاف علم سے جہاد بھی کیا ہے کہیں گالی ہے اُن کی؟! آپس میں سخت الفاظ کہیں پر نظر آتے ہیں محدثین کے اَقران کے آپس میں سخت الفاظ کہیں پر ہو جاتے ہیں لیکن گالی گلوچ دینا یہ منہج السلف میں سے نہیں ہے۔

الغرض؛ تو اصل بات یہ ہے کہ آپ کے بُرائی کو روکنے کی وجہ سے اُس سے بڑھ کر بُرائی جنم نہ لے اگر آپ کی دعوت میں ایسا کوئی کام ہے ایسا کوئی طریقہ ہے تو آپ کی دعوت میں کوئی خیر نہیں ہے، معاشرے میں بُرائی بڑھتی جارہی ہے آپ کی اس دعوت کی وجہ سے یہ دعوت تو نہ ہوئی!

انبیاء کی دعوت میں اور صحابہ اور سلف کی دعوت میں بُرائی بڑھی ہے یا کم ہوئی ہے؟ بُرائی کا خاتمہ ہوا ہے کہ نہیں ہوا کم ہوئی کہ نہیں؟

اس لیے سلف کے زمانے میں دیکھیں جو سب سے بہترین تین زمانے تھے بدعت کیا ختم ہوئی تھی بالکل؟ تھی ہی نہیں بدعت یا موجود تھی اور دبی ہوئی تھی؟ تھی، دبی ہوئی تھی کیونکہ علم تھا عمل تھا حسن اخلاق تھا، اُن کا عقیدہ بھی نبوی تھا، اُن کی عبادات بھی نبوی تھیں، اُن کا اخلاق اور سلوک بھی نبوی تھے، اور پھر اُس زمانے کے بعد جو بعد میں آئے ہیں اور اُن کے راستے کو اختیار کیا اُن کا عقیدہ بھی سلفی ہے اُن کی عبادات بھی سلفی ہیں، اور اُن کا منہج اور سلوک بھی سلفی ہے، اُن کا اخلاق بھی سلفی ہے۔

6- چھٹی شرط شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ یہ جو بھلائی کا حکم دے رہا ہے اور بُرائی سے روک رہا ہے یہ خود بھلائی کرنے والا شخص ہو اور بُرائی سے رُکنے والا ہو جس کا وہ حکم دے رہا ہے یا جس بُرائی سے وہ روک رہا ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں یہ بعض علماء کی رائے ہے، اگر وہ شخص ایسا نہیں کرتا یعنی جس بھلائی کا حکم دے رہا ہے وہ خود اس پر عمل نہیں کرتا اور جس بُرائی سے وہ روک رہا ہے خود وہ بُرائی کرتا ہو تو ایسا شخص جو ہے وہ نہ تو کسی کو بھلائی کا حکم دے اور نہ ہی بُرائی سے روکے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے بنی اسرائیل کے تعلق سے:

﴿اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ؀﴾ (کیا تم لوگوں کو حکم دیتے ہو بھلائی کا اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو جبکہ تم اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھ پڑھ کر سناتے ہو کیا تمہیں عقل نہیں ہے؟)(البقرة:44)۔

یعنی لوگوں کو خیر کی طرف بلاتے ہو اور خیر خود نہیں کرتے ہو، لوگوں کو بُرائی سے روکتے ہو اور خود بُرائی کرتے ہو کیا تمہاری عقل نہیں ہے؟! تو یہ دلیل ہے اُن علماء کی جو کہتے ہیں کہ جس نے بھی لوگوں کو بھلائی کی طرف بلانا ہے اور بُرائی سے روکنا ہے تو اس شخص کو اس بھلائی پر عمل کرنا چاہیے اور اس بُرائی سے رُکنا چاہیے جس کا حکم دے رہا ہے۔

شیخ صاحب مثال دیتے ہیں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر یہ شخص بے نمازی ہے تو پھر دوسروں کو نماز کا حکم نہ دے، اگر خود شراب پینے والا ہے تو دوسروں کو شراب پینے سے منع نہ کرے۔

پھر ایک شعر پڑھتے ہیں فرماتے ہیں: "لا تنهَ عَن خُلُقٍ وَتَأْتِيَ مِثْلَهُ ... عارٌ عَلَيْكَ إذا فَعَلْتَ عَظيمُ" (کسی ایسی چیز سے منع نہ کریں جو خود تم کرتے ہو تمہارے اوپر عار ہے اگر تم ایسا کروگے (بہت بڑی عار ہے تمہارے اوپر))۔

توان لوگوں نے ان علماء نے اس اُثر یعنی اس آیت کریمہ سے اور نظریہ جو شعر ہے اس سے اور جو حقائق ہیں ان کی بنیاد پر یہ قول بیان کیا ہے، لیکن جو جمہور ہے علماء کا "على خلاف ذلك" اس کے برخلاف ہے اور جمہور کا یہ قول ہے کہتے ہیں کہ یہ واجب ہے بھلائی کا حکم دینا اگرچہ وہ شخص بھلائی نہ کرنے والا ہو اور بُرائی سے روکنا بھی لازم ہے اگرچہ وہ بُرائی کرنے والا ہو۔

اور بنی اسرائیل کے تعلق سے جو اللہ تعالیٰ نے اُن کو ڈانٹا ہے اور سختی کے الفاظ بیان کیے ہیں وہ اس لیے نہیں کیے کہ وہ لوگوں کو بھلائی کی طرف بلاتے تھے بلکہ ان دونوں چیزوں کو جمع کیا ان لوگوں نے کہ ایک تو بھلائی کی طرف بلانا اور اپنے آپ کو بھول جانا، اور یہی قول شیخ صاحب فرماتے ہیں صحیح قول ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ کو دو حکم دیئے گئے ہیں اور دو چیزوں سے آپ کو منع کیا گیا ہے، جو آپ کو دو حکم ہیں وہ یہ ہیں کہ آپ نے خود بھلائی پر عمل کرنا ہے اور دوسروں کو بھی بھلائی کا حکم دینا ہے (یہ دو چیزوں کا حکم ہے کہ خود بھی بھلائی پر عمل کرنا ہے اور دوسروں کو بھی حکم دینا ہے)، اور دو چیزوں سے منع کیا گیا ہے فعل منکر سے اور "ترك النهي عن فعله"؛ برائی نہ کرنے کا بھی ہمیں حکم ہے کہ بُرائی نہیں کرنی اور بُرائی سے نہ روکنے کا بھی ہمیں منع کیا گیا ہے کہ خود بُرائی نہیں کرنی پھر دوسروں کو بُرائی سے روکنا ہے یہ حکم دیا ہے، ترک کرنے کا یہ نہیں کہیں پر حکم کہ آپ نے بُرائی سے نہیں روکنا بلکہ بُرائی سے روکنے کا بھی حکم ہے۔

تو پھر ان دونوں کو آپ جمع نہ کریں کہ جو مأمور جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے اس کو چھوڑ دیں اور جو تمہیں حکم دیا گیا ہے کرنے کا آپ اس سے رُک جائیں اگر ایک کو چھوڑنے سے دوسرے کا ساقط ہونا لازمی نہیں ہے۔

ایک چیز کو چھوڑنے سے دوسرے کا ساقط ہونا لازمی نہیں ہے اگر آپ یعنی بُرائی کرنے کا حکم ہے کہ بُرائی مت کریں یہ بھی حکم ہے کہ لوگوں کو بُرائی سے روکیں آپ ایک حکم کو تو توڑ دیتے ہیں بُرائی کر لیتے ہیں اب دوسرے کو توڑنے کا کیا جواز ہے تمہارے پاس؟

آپ کو حکم ہے کہ آپ بھلائی کا عمل کریں آپ بھلائی خود کریں اور یہ بھی حکم ہے کہ آپ لوگوں کے بھی اس بھلائی پر آمادہ کریں، اگر آپ یہ بھلائی نہیں کرتے کسی وجہ سے تو پھر کیوں اپنے آپ کو اس خیر سے محروم کرتے ہو لوگوں کو اس پر آمادہ نہیں کرتے یا ان کو حکم نہیں دیتے؟

اور یہ قول راجح ہے یہ بھی قول علماء کا موجود ہے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: یہ چھ شرطیں ہیں، چار جواز کے لیے ہیں کہ جائز ہیں، پہلی، دوسری، تیسری اور پانچویں۔

1-پہلی شرط کیا تھی؟ علم ہونا چاہیے کہ آپ جس کو بھلائی کا حکم دے رہے ہیں یا بُرائی سے روکنا ہے آپ کے پاس اس کا علم ہونا چاہیے۔

2-دوسری: جس کو آپ حکم دے رہے ہیں بھلائی کا یا بُرائی سے روک رہے ہیں کیا وہ مکلف ہے کہ نہیں۔

3-تیسری: مکلف تو ہے لیکن کیا اس نے عمل کیا ہے کہ نہیں کیا ہے، ہو سکتا ہے اس نے کر لیا ہو۔

نماز پڑھ کر آیا ہو اور آپ کہیں کہ آپ نماز نہیں پڑھ رہے اور آپ بے نمازی میں شمار کر کے اسے ساری جو آیات اور احادیث ہیں بے نمازی کے بارے میں وہ سنادیں وہ بیچارہ آپ کے منہ کی طرف دیکھ رہا ہے پھر آخر میں وہ کہے کہ میں نے تو نماز پڑھ لی ہے شرمندگی ہوگی کہ نہیں ہوگی؟! تو پہلے ایک دو لفظ میں پوچھ لیتے کہ بھئی کیا نماز پڑھ لی ہے آپ نے؟ ہاں پڑھ لی ہے؛ سنت میں یہ طریقہ ہے۔

بلکہ مشکل ترین وقت میں بھی دیکھیں آپ کہ سیدنا حاطب ابن أبي بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ہیں فتح مکہ کے موقع پر جنہوں نے خفیہ خط لکھا تھا قریش کو اور سیدنا عمر نے تو فرمایا کہ یہ منافق ہے اس شخص نے کیا کیا ہے؟! اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا؟" آپ نے ایسا عمل کیوں کیا ہے؟"؛ استفصال دیکھیں یہ خوبصورت ہے طریقہ!

کوئی بھی عمل ہو آپ کوئی غلط عمل بھی ہو گیا ہے کس سے غلطی نہیں ہوتی غلطی ہو گئی ہے اب فیصلہ کرنے سے پہلے آپ پہلے پوچھ تو لیں کہ ہوا کیوں ہے یہ؟!

4-چوتھی شرط کیا چیز؟ طاقت ہونی چاہیے، بھلائی کا حکم دینے کی اور بُرائی سے روکنے کی طاقت ہونی چاہیے۔

5-پانچویں شرط کیا چیز؟ کہ آپ کے بھلائی کا حکم دینے سے یا بُرائی سے روکنے سے اُس سے بڑھ کر بُرائی جنم نہ لے۔

6-اور چھٹی شرط ہے کہ خود بھی عمل کرنے والا ہو اگر عمل کرنے والا نہیں ہے تب بھی اُس پر سے یہ واجب ساقط نہیں ہوتا یہ قول راجح ہے؛ لوگ اعتراض کریں گے لوگوں کی طرف نہیں دیکھنا۔

یعنی مثال کے طور پر ایک باپ بھی سگریٹ پیتا ہے کیا بیٹے کو منع کرے گا کہ نہیں؟ نہیں کرے گا کیا خیال ہے؟!

باپ بے نمازی ہے کسی وجہ سے بھی گناہ کر رہا ہے کہ نہیں کر رہا بیٹے کو کہے گا کہ نماز نہ پڑھو؟! یا اس سے فرضیت ساقط ہو جاتی ہے کہ وہ خود بے نمازی ہے بیٹے کو نہیں کہے گا کہ تم نماز پڑھو؟! کیا اس سے سوال نہیں ہوگا قیامت کے دن کہ تم نے کیوں نہیں کہا بیٹے کو نماز پڑھنے کا؟ یا بیٹا اگر جوا کھیلتا ہے باپ بھی جوا کھیلتا ہے دونوں جواری ہیں؛ ایسا ہی ہوتا ہے نا اکثر کہتے ہیں کہ ڈاکٹر کا بیٹا ڈاکٹر اور جواری کا بیٹا جواری ایسا ہی کہتے ہیں نا؟! لازمی نہیں ہے میرے بھائی!

سوال: لیکن آیا ہے سورۃ الصف میں: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝٢﴾ (الصف:2)؟

جواب: جی میں بتا رہا ہوں آپ کو کہ یہ بہتر ہے اگر ایسا کرنا ہے تو، لیکن میں نے آپ کو دو تین مثالیں دی ہیں کہ شرعاً آپ پر فرض ہے کہ جو آپ کے ماتحت ہیں آپ اُن کو بھلائی کا حکم دیں اور بُرائی سے روکیں۔

اگر آپ وہ بھلائی نہیں کرتے یا بُرائی سے نہیں روکتے تو آپ پر یہ فرضیت ساقط ہو جاتی ہے کیا؟ نہیں ہوتی۔ تو کیا مطلب ہے آیت کا سمجھ آیا نا؟

یہ جو چھ شرطیں ہیں اُن میں سے جو چار ہیں جواز کے لیے پہلی، دوسری، تیسری اور پانچویں تفصیل کی بنیاد پر جو گزر چکی ہے، اور دو وجوب کے لیے ہیں چوتھی اور چھٹی، اور اس پر بھی اختلاف ہے علماء کا۔

اور پھر آخر میں فرماتے ہیں: یہ شرط نہیں ہے کہ جس کو بھلائی کا حکم دے رہے ہیں یا بُرائی سے روک رہے ہیں، کہ وہ ان کے اصول میں سے نہ ہو یعنی باپ، ماں، دادا، دادی وغیرہ، اور بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ آپ ان کو بھلائی کا حکم نہیں دے سکتے اور بُرائی سے نہیں روک سکتے جو آپ کے بڑے ہیں۔

یہ قول بھی موجود ہے کہ وہ بُرا مان جائیں گے، بُرا مان جائیں گے تو پھر ناراض ہو جائیں گے، ناراض ہو جائیں گے تو پھر آپ پر جو ہے نا اُن کے ناراض ہونے کا گناہ ہے کیونکہ والدین اگر راضی نہیں ہیں تو اللہ راضی نہیں ہوتا؛ یعنی ایک شبہ ہے (سبحان اللہ) کہ یہ ایک قول بھی موجود ہے۔ لیکن جو صحیح قول ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں: ہم یہ کہتے ہیں کہ بلکہ آپ کے اوپر زیادہ معاملہ تاکید کے ساتھ یعنی واجب ہو جاتا ہے یہ برالوالدین میں سے ہے کہ والدین کے ساتھ حسن سلوکی کے زمرے میں آتا ہے کہ آپ ان کو بُرائی سے روکیں اگر وہ کوئی بُرائی کرتے ہیں اور حکم دیں بھلائی کا اگر وہ بھلائی نہیں کرتے۔

یعنی اگر آپ کا والد بے نمازی ہے (اُلٹا کر دیتے ہیں) تو آپ نہیں کہیں گے نماز پڑھنے کا؟! کہیں گے۔ لیکن کیسے کہیں گے؟ ادب کے دائرے میں ریکوئسٹ (Request) کر کے، واللہ! جب دل کے درد سے آپ بڑوں کو نصیحت کرتے ہیں تو اس کا اثر ہوتا ہے؛ ایک ہوتا ہے جان چھڑانے کے لیے کہ صرف سر سری بات کرنی ہے کوئی اثر نہیں ہوتا اس کا پھر رزلٹ بھی ایسا ہی ہوتا ہے نتیجہ بھی ایسا ہی ہوتا ہے، لیکن دل کے درد کے ساتھ اللہ کے لیے کہ ان کا انجام کیا ہو گا خاتمہ کیسے ہو گا؟! قبر میں کیا ہو گا؟! آخرت میں کیا ہو گا؟! یہ درد لے کر آپ اللہ سے دعا تو کریں اور نصیحت کر کے دیکھیں آپ۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: کوئی شخص یہ کہے گا اگر میں اپنے باپ کو منع کرتا ہوں بُرائی سے تو مجھ پر غصہ کرے گا ناراض ہو جائے گا ہجر کرے گا دوری اختیار کر لے گا تو پھر میں کیا کروں؟

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ صبر کرتے رہو اور یہ تمہیں جو تکلیف پہنچے گی باپ کی طرف سے غصہ جو ہو گا یا تمہیں علیحدگی اختیار کر دیں گے یا ہجر کا معاملہ ہو گا تو عاقبت جو ہے متقین کے لیے ہے اور ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی ملت کی اتباع کریں کہ جب اپنے باپ سے معاتبہ ہوا اور بات ہوئی جبکہ ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے باپ جو ہیں شرک پر تھے مشرک تھے۔

دیکھیں ذرا چند الفاظ دیکھیں بڑے پیارے الفاظ ہیں سورۃ مریم میں سے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''**فقال**'': ﴿يَٰٓأَبَتِ لِمَ تَعۡبُدُ مَا لَا يَسۡمَعُ وَلَا يُبۡصِرُ وَلَا يُغۡنِي عَنكَ شَيۡـٔٗا ۝٤٢﴾ ''**إلى أن قال**'': یہاں تک کہ فرمایا: ﴿يَٰٓأَبَتِ لَا تَعۡبُدِ ٱلشَّيۡطَٰنَۖ إِنَّ ٱلشَّيۡطَٰنَ كَانَ لِلرَّحۡمَٰنِ عَصِيّٗا ۝٤٤ يَٰٓأَبَتِ إِنِّيٓ أَخَافُ أَن يَمَسَّكَ عَذَابٞ مِّنَ ٱلرَّحۡمَٰنِ فَتَكُونَ لِلشَّيۡطَٰنِ وَلِيّٗا ۝٤٥﴾ ؛ ﴿قَالَ﴾: یعنی جواب میں ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے والد نے کہا: ﴿أَرَاغِبٌ أَنتَ عَنۡ ءَالِهَتِي يَٰٓإِبۡرَٰهِيمُۖ لَئِن لَّمۡ تَنتَهِ لَأَرۡجُمَنَّكَۖ وَٱهۡجُرۡنِي مَلِيّٗا ۝٤٦﴾ (مریم:42-46)۔

یہ آیات جو ہیں سورہ مریم میں بڑی پیاری آیات ہیں آج کا واجب نوٹ کر لیں: ان آیات کو ایک دفعہ پڑھ لیں (پڑھنے کے لیے آسان واجب ہے) ان کو پڑھنا ہے اور ترجمہ آپ نے کرنا ہے اور ایک چیز پر تھوڑا سا غور و فکر کرنا ہے کہ سب سے بہترین بیٹا سب سے بدترین باپ کے ساتھ جب بات کر رہا ہے تو کس انداز میں بات کر رہا ہے! اُس معاشرے میں جو سب سے بدترین انسان تھا سب سے بُرا انسان تھا کون تھا؟ ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے والد تھے جو صرف شرک نہیں کرتے تھے بلکہ سردار بھی تھے اور شرک کا حکم بھی دیتے تھے اور اس شرک پر وہ آمادہ بھی کرتے تھے اور بُتوں کی عبادت کی سربراہی بھی کرتے تھے! یہ جو گالی گلوچ کی آپ نے بات کی ہے اور جو گالیاں دیتے ہیں کہتے ہیں بزرگوں کو گالی دینا یا علماء اہل سوء کو گالی دینا، دیکھیں ایک بیٹا اپنے باپ سے کس انداز میں مخاطب ہے آپ حیران ہو جائیں گے!

ابتداء ہوتی ہے: ﴿يَٰٓأَبَتِ﴾ (ابا جان!): ابا جان میں نرمی کے الفاظ ہیں "میرے پیارے ابا جان!"؛ یہی ہوتا ہے نا پیارے بابا، ابا جان!

اوئے تو نے ایسا کیوں کیا ہے؟! "اوئے!" اوئے کا لفظ نہیں ہوتا! ﴿يَٰٓأَبَتِ﴾: عربی میں یہ سب سے بڑا نرمی کا لفظ ہے جو کوئی شخص اپنے باپ سے مخاطب ہوتا ہے۔

آپ غور کریں اپنے زمانے کے (اُس زمانے کے) سب سے بدترین کافر سے مخاطب اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی چھوٹی عمر تھی بڑے بھی نہیں تھے لیکن انداز بیان دیکھیں: ﴿يَٰٓأَبَتِ لِمَ تَعۡبُدُ مَا لَا يَسۡمَعُ وَلَا يُبۡصِرُ وَلَا يُغۡنِي عَنكَ شَيۡـٔٗا﴾ (مریم:42): کیوں اُن کی عبادت کرتے ہو جو نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں اور نہ ہی تمہارے کوئی کام آ سکتے ہیں۔

یہ کہاں پر لگی ضرب؟ اُس کے دل پر جا کر لگی لیکن گالی نہیں ہے علم کی بات ہے علم کی روشنی ہے عقلی دلیل ہے کہ عبادت تم کرتے ہو ٹھیک ہے کرتے ہو نا تم کبھی سوچا ہے تم نے کہ جس بُت کی تم عبادت کرتے ہو تمہاری بات سنتا ہے یہ؟ یہ کچھ دیکھتا

ہے یہ تمہارے کوئی کام آسکتا ہے؟ جو نہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے وہ تمہارے کیا کام آئے گا؟! مصیبت میں پڑ گئے ہو تم نے اس بُت کو پکارا ہے تمہاری کیا مدد کرے گا یہ؟! نہ خود سنتا ہے نہ دیکھتا ہے تم بھی جانتے ہو کہ یہ سننے دیکھنے والا نہیں ہے! (سبحان اللہ)۔

پھر اس میں بیچ میں ایک آیت ہے کہ وجہ کیا ہے میں تمہیں کیوں یہ باتیں کر رہا ہوں؟ میرے پاس وہ علم آیا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو تمہیں نہیں پہنچا ہے (مریم:43): اس لیے میں تمہیں نصیحت کر رہا ہوں علم کی بنیاد پر نصیحت کر رہا ہوں اپنی طرف سے بات نہیں کر رہا میں کہ کیونکہ میں کچھ زیادہ سمجھ گیا ہوں یا زیادہ پڑھ لکھ گیا ہوں یا زیادہ اچھی باتیں کرتا ہوں تو اس لیے میں آپ کو اس عمل سے منع کر رہا ہوں، نہیں! اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ علم دیا ہے جو آپ کو نہیں دیا ہے اُس علم کی روشنی میں میں آپ سے گفتگو کر رہا ہوں آپ سے مخاطب ہوں آپ سے بات کر رہا ہوں (تاکہ پتہ چلے کہ دلیل کی روشنی کیا ہوتی ہے) اور ربّ کا حکم ہے یہ میری طرف سے نہیں ہے ورنہ تم میرے باپ ہو میں کہاں جرأت کر سکتا ہوں کہاں تم سے اس طریقے سے بات کر سکتا ہوں؟! تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے اور یہ اُس کی دلیل ہے (سبحان اللہ)۔

﴿يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ﴾: دیکھیں شیطان کی عبادت وہ کر رہا ہے! باپ کیا شیطان کی عبادت کرتا تھا یا بُتوں کی عبادت کرتا تھا باپ نے کس کی عبادت کرنی ہے کس کی عبادت کرتا تھا؟ (سبحان اللہ)؛ بُت کی عبادت کرنا برابر ہے شیطان کی عبادت کے۔ کیوں؟ کیونکہ شیطان کے حکم کی پیروی کرتے ہوئے بُتوں کی عبادت ہوتی ہے اُس کے بغیر نہیں ہوتی۔

﴿يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا﴾: ابا جان شیطان کی عبادت مت کرو کیونکہ بے شک شیطان جو ہے وہ رحمٰن کا بہت بڑا نافرمان ہے۔ یہاں پر لفظ دیکھیں کیونکہ نرمی کے الفاظ ہیں اللہ تعالیٰ کا نام کون سا ہے؟ "الرحمٰن"۔

یعنی ابھی بھی موقع ہے توبہ کر لو رحمٰن کی رحمت وسیع ہے تمہیں معاف کر دے گا؛ یہاں پر کوئی سختی والا نام نہیں ہے: ﴿شَدِيْدِ الْعِقَابِ ۙ ذِي الطَّوْلِ﴾ (غافر:3)؛ کتنے سخت ہیں! اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات میں جبار ہے قہار ہے یہاں وہ قہار نہیں ہے؛ قہار تو ہے لیکن اس سیاق اور سباق میں آپ ڈرانا چاہتے ہیں یا آپ دل نرم کر کے خیر کی طرف بلانا چاہتے ہیں چاہتے کیا ہیں؟!

دیکھیں اللہ تعالیٰ کا نام ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کے نام ہیں سیاق اور سباق دیکھیں یہاں پر کیا ہونا چاہیے؟ اب مشرک کو جو شرک کرنے والا ہے سب سے بدترین مشرک ہے اپنے زمانے کا لوگوں کو شرک پر آمادہ کرنے والا ہے تو اللہ تعالیٰ کی سزا کا مستحق ہے کہ نہیں؟ تو لفظ اللہ تعالیٰ کا نام سزا والا ہونا چاہیے تھا کہ نہیں؟ نہیں ہونا چاہیے تھا۔ کیا ہونا چاہیے تھا؟ یہ ہونا چاہیے تھا۔

رحیم بھی نہیں فرمایا کیوں؟ کیا فرق ہے رحمٰن اور رحیم میں؟

اگر رحیم ہوتا تو ابو جہل پکڑ لیتا یہاں پر کہ غلط ہے یہ؛ "رحمٰن" وسیع رحمت والا جو کافروں پر بھی اپنی اس وسیع رحمت سے رحم کرنے والا ہے، اور جو "رحیم" ہے وہ خاص بندوں کے لیے خاص رحمت کرنے والا ہے۔

تو رحمٰن کی جو وسیع رحمت ہے آپ سانس بھی لیتے ہیں آپ زندہ بھی ہیں، آپ سجدہ کرنے کے قابل بھی ہیں آپ رکوع کرنے کے قابل بھی ہیں آپ بولنے کے قابل بھی ہیں، یہ سب اُس رحمٰن کی رحمت کی وجہ سے ہے۔

توبہ کر کے یہ سب اللہ تعالیٰ کے لیے کر سکتے ہو تم؛ ذکر اللہ کا کر سکتے ہو شرک سے توبہ کر کے سجدہ اللہ تعالیٰ کو کر سکتے ہو، تو رکوع کر سکتے ہو نماز پڑھ سکتے ہو اللہ تعالیٰ کے لیے جو اِن بُتوں کے لیے تم صرف کر رہے ہو۔

﴿يَٰٓأَبَتِ إِنِّيٓ أَخَافُ أَن يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ ٱلرَّحۡمَٰنِ﴾ : ﴿عَذَابٌ مِّنَ ٱلرَّحۡمَٰنِ﴾ : رحمٰن عذاب دیتا ہے کیا؟!

﴿يَٰٓأَبَتِ إِنِّيٓ أَخَافُ أَن يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ ٱلرَّحۡمَٰنِ فَتَكُونَ لِلشَّيۡطَٰنِ وَلِيّٗا﴾: اباجان مجھے یہ ڈر ہے کہیں رحمٰن کا عذاب تمہیں چھو نہ لے: ﴿يَمَسَّكَ﴾۔ اللہ تعالیٰ کا عذاب چھوتا ہے یا اللہ تعالیٰ کا عذاب ہلاک کر دیتا ہے؟! کبھی اللہ کا عذاب بھی چھوتا ہے صرف؟! کیا خیال ہے الفاظ تو دیکھیں ذرا یعنی ہر جملے میں ایک پیغام ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ توبہ کر جاؤ تمہاری خیر اسی میں ہے، لیکن کتنے پیارے انداز میں ہے! لوگ گالی کی بات کرتے ہیں اس میں اگرچہ باپ کافر کیوں نہ ہو تب بھی آپ گالی نہیں دے سکتے، میرے بھائی! آپ اُف نہیں کر سکتے، یہاں پر دیکھیں بڑے پیارے انداز سے!

اللہ کا عذاب کیسے چھوئے گا تمہیں؟ ﴿فَتَكُونَ لِلشَّيۡطَٰنِ وَلِيّٗا﴾: اگر تم شیطان کے دوست بن جاؤ گے۔

آخر میں شیطان کا دوست بنا کہ نہ بنا کون سا راستہ اختیار کیا؟ (سبحان اللہ)۔

باپ نے کیا جواب دیا اور بات ہی ختم کر دی: ﴿قَالَ أَرَاغِبٌ أَنتَ عَنۡ ءَالِهَتِي يَٰٓإِبۡرَٰهِيمُ﴾ (اے ابراہیم! کیا تمہیں میرے معبودوں سے رغبت نہیں ہے نہیں مانتے ہو کہ یہ معبود ہیں میرے) ﴿لَئِن لَّمۡ تَنتَهِ﴾ (اگر تم نہیں رُکتے) ﴿لَأَرۡجُمَنَّكَ وَٱهۡجُرۡنِي مَلِيّٗا﴾ : کس چیز سے روکنا چاہتے ہیں بیٹے کو؟ بھلائی کے اس حکم سے روکنا چاہتے ہیں اس خیر سے روکنا چاہتے ہیں کہ رُک جاؤ مجھے مت منع کرو میں بُرا کر ہی نہیں رہا ہوں، تمہیں لگتا ہے کہ میں بُرا کر رہا ہوں (شرک بُرا نہیں ہے اُن کے نزدیک)۔ اُس بندے کے نزدیک شرک بُرا نہیں تھا (سبحان اللہ) جو سب سے بڑا ظلم اور سب سے بڑا جرم ہے!

اگر نہیں رُکو گے: ﴿لَأَرۡجُمَنَّكَ﴾ : رجم کہتے ہیں سخت تکلیف سخت عذاب کو، دور کرنے کو دھتکارنے کو اور پتھر مارنے کو، سب اس معنی میں اس ایک لفظ میں شامل ہیں۔ ﴿وَٱهۡجُرۡنِي مَلِيّٗا﴾ : مجھ سے دور کہیں چلے جاؤ۔

یعنی نکل جاؤ میرے گھر سے تم ہوتے ہو مجھے بتانے والے کیا ٹھیک ہے کیا غلط ہے؟!(سبحان اللہ)۔

﴿قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا﴾ (مریم:47)۔

سختی کا جواب کیا تھا؟﴿سَلٰمٌ عَلَيْكَ﴾: تم پر سلامتی ہو۔

﴿سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ﴾: میں اپنے ربّ سے مغفرت کی دعا کروں گا (نہیں مانتے تو اللہ کریم ہے ہو سکتا ہے مغفرت کر دے)۔

اللہ تعالیٰ میری دعا کو یعنی ردّ نہیں کرتے: ﴿اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا﴾۔

اس وقت علم نہیں تھا کہ مشرک کے لیے دعا کرنا جائز نہیں ہے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو، وحی نازل ہوئی پھر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ مشرکوں کے لیے دعائے مغفرت جائز نہیں ہے (یہ سورۃ التوبہ کی آیت نمبر 113 میں آیا ہے)۔

سلام بھی جائز نہیں ہے سلام میں دعا ہے تو یہ حکم جو ہے منسوخ ہو گیا ہے بلکہ حکم تھا ہی نہیں یہ تو اُن کا اپنا ایک طرح سے اجتہاد تھا کیونکہ سیاق اور سباق کیسے جارہا تھا نا (سبحان اللہ) تو اللہ تعالیٰ نے اسی گفتگو کو ایسے بیان کر دیا ہے پھر حکم آیا ہے یہ جائز نہیں ہے کہ مشرکین کے دعائے مغفرت جائز نہیں ہے۔ یہاں تک کہ صحیح مسلم کی روایت میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی والدہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کی قبر کی زیارت کی اور مغفرت کی، تو اللہ تعالیٰ نے مغفرت کی دعا تو قبول نہیں کی لیکن قبر کی زیارت کے لیے اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی۔

پھر سورۃ الانعام ایت نمبر 74 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے جب بات آگے چلی (ایک سیشن (Session) یہ تھا پھر آگے اور سیشن (Session) بھی آیا ہے) آخر میں کیا فیصلہ ہوا؟ کہ منجنیق میں بٹھا کر دور سے آگ کی طرف پھینکنا ہے اُس کا جو پہلے کا لمحہ تھا یہ بھی تھا: ﴿اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾۔

جب نرمی کے الفاظ سارے کام نہیں آئے اب ہلاکت یقینی ہو گئی ہے اب دیکھنا ہے کہ باپ جو ہے اگر اسی پر مر گیا تو سب سے بدترین خاتمہ ہو گا اور شرک پر اگر وفات ہوئی تو اس کی کوئی پھر معافی بھی نہیں ہے قیامت کے دن: ﴿اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً﴾ (کیا تم ان بُتوں کو اپنے معبود بنالو گے؟) ﴿اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ (میں دیکھتا ہوں کہ آپ اور آپ کی قوم جو ہے بڑی کھلی گمراہی میں ہے (ضلال مبین ہے، ابھی بھی باز آجاؤ اس گمراہی سے اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کر دے گا))۔

لیکن نتیجہ کیا نکلا؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے عظیم اور پیارے رسول ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو اس موذی آگ سے نجات عطا فرمائی یہاں تک کہ علماء کہتے ہیں رسیاں جل گئی تھیں لیکن جسم کو آگ نے چھوا بھی نہیں ہے: ﴿قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى

﴿إِبْرَٰهِيمَ ﴿٦٩﴾﴾ (الانبیاء:69): وہی آگ ٹھنڈک ہوگئی سلامتی والی ٹھنڈک؛ کیونکہ اگر صرف ٹھنڈک ہوتی تو ٹھنڈک نقصان پہنچاتی ہے پتہ ہے زیادہ سردی بھی تکلیف دہ ہوتی ہے نا؟

تو اپنے پیارے نبی کو تمام تکلیفوں سے بچانے کے لیے ایک ہی جملہ ہے: ﴿قُلْنَا﴾: آگ ہمیشہ جلاتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم سے جلاتی ہے، جب اللہ تعالیٰ کا حکم آجائے کہ تم نے جلانا نہیں ہے تو آگ جلاتی نہیں ہے بلکہ آگ ٹھنڈی بھی ہوجاتی ہے اللہ کے حکم سے سلامتی والی ٹھنڈی۔

﴿قُلْنَا يَٰنَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَٰمًا عَلَىٰٓ إِبْرَٰهِيمَ﴾: ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام باہر نکلے اُس آگ سے ہاتھوں کی رسیاں سب جل گئی تھیں اور سلامتی کے ساتھ باہر نکل آئے۔

لیکن باپ کا کیا خاتمہ ہوا؟ شرک پر اُس کا انجام ہوا (نعوذ باللہ) اور آج یہ تاریخ ہے جو ہم قرآن مجید کی یہ آیات پڑھ رہے ہیں یہ تاریخ بن چکی ہے باپ اور بیٹے کے لیے، سب سے بہترین بیٹے کا سب سے بدترین باپ جو آپس میں یہ گفتگو ہوئی ہے آج قرآن مجید میں بھی محفوظ ہے اور تا قیامت محفوظ رہے گی، اور پیغام ہے سب کے لیے جو سب سے بڑے دو پیغام ہیں:

(۱) سب سے پہلے اولاد کے لیے پیغام ہے کہ والدین کے سامنے اگرچہ کافر ہی کیوں نہ ہو بدسلوکی نہیں کرنی گالی گلوچ نہیں دینی، یہ اُن کا حق ہے شرعاً حق ہے۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ آپ نصیحت کرتے ہیں ادب کے دائرے میں رہ کر اور صبر بھی کرنا چاہیے اگرچہ آپ کو مارتے بھی ہیں پیٹتے بھی ہیں یا گھر سے نکالنے کی دھمکی بھی دیتے ہیں۔

صبر کرتے رہیں دعا کرتے رہیں جو دعا دل کے درد کے ساتھ نکلتی ہے نا اُس کا اثر بھی ہوتا ہے، ہاں اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق نہیں لکھی اس کی کہ وہ توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے (سبحان اللہ) کم سے کم آپ اپنی طرف سے تو کوئی کمی نہ چھوڑیں کوئی کسر نہ چھوڑیں اور خاص طور پر اپنے پیاروں کو نصیحت کرتے ہوئے۔ ((واللہ اعلم))۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

سوال: بھائی کا سوال ہے کہ جو لوگوں کو گالی دینے سے اگر کچھ لوگ جو ہیں وہ شرک سے توبہ کرتے ہیں اور ایسے بندے کی بات کو مان لیتے ہیں جو گالیاں دے کر لوگوں کو دعوت دیتا ہے تو لوگوں میں خیر تو ہے شرک سے تو لوگوں نے جان چھڑائی ہے؟

جواب: یہ طریقہ غلط ہے! اگر کہیں پر کسی طریقے سے کوئی خیر بھی کہیں سے نظر آجائے غلط طریقہ اختیار کرنے سے تو غلط طریقے میں تو کوئی خیر نہیں ہے نا!

یعنی آپ ایک غلط راستہ اختیار کرتے ہیں اور اس غلط راستے میں کہیں بھلائی آپ کو نظر آگئی ہے کہیں سے کوئی خیر یا بھلائی ایک مل گئی ہے لیکن طریقہ تو غلط ہے نا! اور ایسا کس نے کہا ہے کہ جو لوگ یہ راستہ اختیار کر رہے ہیں اور شرک سے انہوں نے توبہ کی ہے یا اسی طریقے سے بدعت سے توبہ کی ہے تو ایک بدعت سے نکل کر دوسری بدعت کی طرف آرہے ہیں آگے اُن کے آگے اپنے کیا اخلاق ہوں گے؟! آگے وہ دعوت کیسے دیں گے؟! اور تربیت کیا ہو رہی ہے کس چیز کی تربیت ہو رہی ہے؟!

سوال: ہو سکتا ہے وہ سمجھ رہا ہے کہ وہ گالی کی وجہ سے آیا ہے وہ کسی اور وجہ سے آیا ہو گا؟

جواب: نہیں نہیں! گالی کی وجہ سے نہیں آیا، صرف گالی کی وجہ سے لوگ نہیں آمادہ ہوتے وہ دیکھتے ہیں کہ دلیل جو اُس نے پیش کی ہے وہ دلیل قوی ہے لیکن اُس کا طریقہ دیکھ کر نہیں وہ خیر کی طرف آئے کیونکہ گالی میں کہاں خیر ہے؟! بلکہ ایسے بھی ہیں جو مذمت کرتے ہیں اُس کے طریقے کی کہ بھئی طریقہ غلط ہے نہیں ہونا چاہیے جو گالی دیتے ہیں لیکن جو دلیل اُس نے پیش کی ہے دلیل ٹھیک ہے آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ طریقہ غلط ہے تو پھر دلیل بھی غلط ہے دلیل تو اپنی جگہ پر صحیح ہے۔

لیکن ہمیشہ قاعدہ یاد رکھیں کہ غلط راستہ اختیار کر کے اگر کہیں پر کوئی خیر اچانک نظر بھی آجائے تو غلط راستہ نہیں اختیار کرنا خیر کو پانے کے اور بھی کئی راستے ہیں (واللہ أعلم)۔

سوال: اگر کوئی ہمیں گالی دے تو ہم دے سکتے ہیں؟

جواب: ﴿وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا﴾ (الشوریٰ:40): آپ دے سکتے ہیں؛ کوئی شخص آپ کو گالی دیتا ہے آپ اس کو اس کے مثل گالی دے سکتے ہیں ایک طریقہ یہ ہے "مثل" (برابر کی) بشرطیکہ زیادتی نہ ہو۔ باپ کی گالی دی ہے آپ باپ کی گالی دیں گے باپ کا کیا قصور ہے؟! "مثل": آپ کو بُرا کہا ہے آپ اسے بُرا کہیں باپ کی گالی ہے باپ کی گالی نہیں دیں گے آپ، ماں کی گالی ہے آپ ماں کی گالی نہیں دیں گے، بہن کی گالی نہیں دیں گے آپ کیونکہ بات کس کی ہو رہی ہے؟ بُرائی کی مثل ہو۔

پھر سورۃ النحل کی آخری آیات میں دیکھیں ذرا آخری چار آیات دیکھ لیں: ﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝١٢٥ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ۭ وَلَىِٕنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ۝١٢٦﴾: اگر تمہیں کوئی سزا دے (عقاب سزا کو کہتے ہیں) کتنی

دینی چاہیے؟ جتنی تمہیں سزادی گئی ہے؛﴿وَلَئِن صَبَرْتُمْ﴾ (اگر تم صبر کرو تو صبر کرنے والوں کے لیے بہتر ہے)(النحل:125-126)۔

علماء کہتے ہیں کیوں صبر کرنا ہے یہاں پر؟ صبر کی یہاں پر کیوں تلقین کی گئی ہے وجہ کیا ہے؟ کیونکہ عام طور پر جب کسی پر زیادتی ہوتی ہے ناتو اس کے برابر زیادتی تول کر کلو کے برابر ہونا مشکل ہے، جتنی زیادتی ہے اس کے مثل زیادتی تو آپ کر سکتے ہیں کہ اُس نے زیادتی ہے اس کا بدلہ آپ نے اس کو دیا ہے اس کے برابر، پھر حکم دیا ہے اور آمادہ کیا ہے صبر کی طرف:﴿وَلَئِن صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ﴾۔

پھر اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف خطاب متوجہ ہوا:

﴿وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ﴿١٢٧﴾﴾: آپ بھی صبر کریں اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! (اور یہ صبر کس کے لیے ہے؟ اللہ کے لیے ہے) اور تنگی محسوس نہ کریں صبر کرنے والوں کو تنگی محسوس نہیں کرنی چاہیے اور جو مکر کرتے ہیں اُن کا مکر اُن پر پلٹ جائے گا کیونکہ صبر میں ہمیشہ خیر ہے(النحل:127)۔

آخری آیت میں کیا ہے؟

﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ ﴿١٢٨﴾﴾: آپ اگر صبر پر کام کرتے ہوئے صبر کریں گے اور بُرائی کا بدلہ نہیں دینا چاہتے بُرائی سے، سزا کا بدلہ سزا سے نہیں دینا چاہتے صبر سے کام لیتے ہیں تقویٰ کا راستہ اختیار کرتے ہیں احسان کرتے ہیں (کیونکہ بدلہ نہیں لیتے تو کیا کرتے ہیں آپ احسان ہی ہوتا ہے نا)؛ آخر میں کیا پیغام ہے اللہ تعالیٰ کس کے ساتھ ہے؟ تقویٰ کا راستہ آپ نے اختیار کیا ہے احسان سے کام لیا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہے (النحل:128)۔

جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہے کیا مطلب ہے کبھی سوچا ہے؟ کوئی پولیس والا کہتا ہے کہ میں آپ کے ساتھ ہوں یعنی تھوڑا سا کیا ہو گا؟ یوں سینہ چوڑا ہو جائے گا کہ اب تو لوگ دیکھیں گے یہ میرے ساتھ ہے تو بُرے لوگوں کے شَر سے تھوڑا سا سینہ اوپر۔ کمشنر آکر کہے گا یوں ہاتھ رکھ کر میں تمہارے ساتھ ہوں ایسے چال بدل جائے گی تھوڑی سی ایسا ہوتا ہے! کوئی منسٹر کہے میں تمہارے ساتھ ہوں، وزیر داخلہ کہے میں تمہارے ساتھ ہوں، بادشاہ کہتا ہے میں تمہارے ساتھ ہوں، اب بادشاہوں کا بادشاہ کہہ رہا ہے کہ تقویٰ کا راستہ اختیار کرو گے احسان کا راستہ اختیار کرو گے میں تمہارے ساتھ ہوں آپ جیسا کوئی ہے؟! نہیں ہے۔

بدلہ لے سکتے ہیں آپ لیکن بدلہ برابر کا ہونا چاہیے؛اُس نے زیادتی تو کر لی ہے نا آپ زیادتی کا بدلہ زیادتی سے دے سکتے ہیں آپ کو شرعاًاجازت ہے کیونکہ زیادتی نہیں کر رہے آپ زیادتی اُس نے کی ہے آپ بدلہ لے رہے ہیں اُس سے برابر کا کریں؛ برابر آپ کے پاس ہے تو لنے والا تو کریں اچھی بات ہے ورنہ پھر کیا ہو گا؟ اگر یہ اجازت نہ ہوتی تو بُرائی معاشرے میں شاید عام ہو جاتی۔

کچھ لوگ ڈرتے ہیں ڈنڈے سے ڈرتے ہیں،ڈنڈا آپ نے اٹھایا وہ ڈر گیا!اگر آپ ڈنڈا نہ اٹھاتے تو وہ کیا ہوتا؟اٹھا لیتا ڈنڈا(میں ویسے ہی مثال دے رہا ہوں)، بعض لوگوں کو آپ نہیں روکتے تو رُکتے نہیں ہیں،آپ کے ساتھ زیادتی کی ہے زیادتی کا بدلہ آپ نے اُس سے زیادتی کے برابر دیا روک دیا آپ نے بُرائی سے آپ بچ گئے معاشرہ بھی بچ گیا لیکن یہ بات ہو رہی ہے کہ اگر آپ اسے روکنا چاہتے ہیں سمجھانا چاہتے ہیں تو آپ کے پاس ایک راستہ ہے اور کچھ لوگ جو ہیں وہ نصیحت سمجھ جاتے ہیں تو بُرائی سے رُک جاتے ہیں اور آپ نے پھر احسان سے کام بھی لیا ہے۔

کتنے ایسے لوگ ہیں جو آپ سے بُرا پیش آتے ہیں آپ اگنور(Ignore) کر کے اُن کے لیے دعا کر دیتے ہیں کچھ دن کے بعد آپ کے پاس آتے ہیں کہ نہیں؟ جبکہ آپ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دے سکتے تھے گالی کا بدلہ گالی سے دے سکتے تھے۔

کوئی شخص کہے تم پر اللہ کی لعنت ہو(نعوذ باللہ) کہو تم پر لعنت ہو برابر ہو گیا نا؟ برابر ہو گیا۔

لیکن جیسے میں نے کہا کہ بہن کی گالی دینا ماں کی گالی دینا بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ بھی برابر یہاں پر کرنا ہے!وہ زیادتی کر رہا ہے گالی وہ آپ کو دے رہا ہے آپ کے باپ کا کیا قصور ہے ماں کا کیا قصور ہے بھئی؟!آپ نے بھی اس کے اُلٹا ماں اور باپ کو گالی دے دی ہے یہ ان کا قصور نہیں ہے تو اس لیے یہ چیز ذرا دیکھ لیں(واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش(حفظہ اللہ) کے آڈیو درس(111.العقیدۃ الواسطیۃ) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio